چناں چہ ہیماڈ پنت قارئین کو سلام کرتے ہوئے ان سے بڑی انکساری اور پیار سے درخواست کرتا ہے کہ وہ تمام دیوتاؤں کا احترام کرنے کے ساتھ ساتھ ان سے محبت کریں۔ کیابابانے ہمیشہ یہ نہیں کہا ہے:-

"جو دوسروں کی نکتہ چینی اور ان پر خواہ مخواہ کا اعتراض کرتا ہے وہ میرے دل کو چھید کر مجھے زخمی کرتا ہے لیکن وہ جو دکھ اٹھاتا اور برداشت کرتا ہے مجھے سب سے زیادہ خوش کرتا ہے" چناں چہ باباسب جانداروں اور انسانوں میں رہتا ہے اور سب اطراف سے ان کا محاصرہ کیے رہتا ہے۔ اُسے کچھ نہیں چاہتے سوائے سب سے محبت کرنے کے۔ ایساامرت، پاک، سعید، آب حیات ہمیشہ باباکے ہونٹوں پر رہتا ہے۔ آخر میں کہتا ہے کہ جو محبت سے باباکی شہرت کے گیت گاتے ہیں اور وہ جو ان گیتوں کو پوری توجہ سے سنتے ہیں دونوں سائی سے مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔

باباکی امرت جیسی وانی

دیالو اور مہربان بابا نے کئی بار مسجد میں اس طرح کے لطیف الفاظ میں گفتگو کرتے ہوئے کہا:-

جو مجھ سے سب سے زیادہ پیار کرتا ہے اس کو میرا جلوہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ اس کے لیے میرے بغیر ساری دنیا ویران ہوتی ہے۔ جو صرف میری کہانیاں بیان کرتا ہے لگاتار میرے بارے میں ہی سوچتا ہے اور ہمیشہ میرا نام جپتا ہے جو پوری طرح خود کو میرے لیے وقف کر دیتا ہے اور مجھے ہمیشہ یاد رکھتا ہے، میں اس کا احسان مند ہوتا ہوں۔ میں اس کو نجات عطا کر کے اس کے احسان کا بدلہ چکاتا ہوں۔ وہ جو پہلے مجھے بھینٹ چڑھائے بغیر خود کچھ نہیں کھاتا اور میرے ہی بارے میں سوچتا اور فاقے کرتا ہے میں اور میرا دارومدار اسی پر ہے۔ جو بھی کوئی اس طرح مجھ تک رسائی حاصل کرتا ہے وہ مجھ سے اسی طرح ایک ہو جاتا ہے جس طرح دریا سمندر سے مل کر اس میں خود کو ختم کر دیتا ہے۔ اسی طرح غرور اور انا کو ترک کر کے تمہیں پوری طرح خود کو میرے لیے وقف کر دینا چاہئے جو تمہارے دل میں بسا ہوا ہے۔

یہ 'میں' کون ہے؟

بابا نے کئی بار اس کے بارے میں بتایا کہ یہ 'میں' کون ہے؟ ان کا کہنا تھا "تمہیں میری تلاش میں کہیں دور یا نزدیک جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے نام اور ساخت یعنی شکل و صورت سے قطع نظر، تم میں اور سب جانداروں میں وجود کا شعور موجود ہے یہی میں ہوں۔ یہ جانتے ہوئے تم مجھے اپنے اندر اور جاندار میں دیکھتے ہو۔ اگر تم اس پر عمل کرو گے تو تمہیں ہر شے میں نفوذ پذیری کی قوت حاصل ہو گی اور تم میرے وجود کا حصہ بن کر مجھ سے ایک ہو جاؤ گے"۔

باپو صاحب جوگ کا سنیاس

ہیماڈ پنت اس باب کو جوگ کے سنیاس اختیار کرنے کے واقعے پر ختم کرتا ہے۔ سکھا ہری عرف باپو صاحب جوگ پونا کے رہنے والے مشہور وارکری وشنو بوا جوگ کے ماموں تھے۔اس کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔سرکاری نوکری سے سکبدوش ہونے پر (وہ محکمہ پی،ڈبلوڈی میں سپر وائزر تھے) 1909ء میں وہ اپنی بیوی سمیت شرڈی آکر رہنے لگے۔میاں بیوی دونوں بابا سے بہت پیار کرتے تھے اور وہ سارا وقت بابا کی پوجا اور خدمت کرنے میں صرف کرتے۔میگھا کے انتقال کے بعد جب تک بابا زندہ رہے باپو صاحب ہر روز مسجد اور چاوڑی دونوں جگہوں پر آرتی کی رسم ادا کرتے رہے۔اس کے ذمے یہ کام بھی تھا کہ وہ ساٹھے کے واڑا میں گیانیشوری اور ایکناتھی بھاگوت سامعین کو پڑھ کر سناتے اور اس کی تفسیر بھی پیش کرتے۔سالوں تک یہ خدمت انجام دینے کے بعد ایک بار انھوں نے بابا سے پوچھا: ”میں نے آپ کی اتنے سال تک خدمت کی ہے لیکن میرا من اب بھی شانت اور پر سکون نہیں ہے۔کیا وجہ ہے کہ سنتوں سے روابط ہونے کے باوجود میری حالت بہتر نہیں ہوئی ہے۔آپ کب مجھ پر نظر عنایت کریں گے“۔ بھگت کی استدعا سن کر بابا یوں گویا ہوئے ”تمہارے برے اعمال کا اثر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ختم ہو گا۔ تمہاری کمزوریاں اور مضبوطیاں جل کر راکھ ہو جائیں گی۔اور میں تمہیں اس وقت نجات یافتہ تصور کروں گا جب تم سارے دنیاوی رشتوں اور تعلقات کو ترک کردو گے، ہوس اور ذائقے کے احساس پر فتح پالو گے اور ساری دقتوں یا رکاوٹوں کو دور کر کے پوری دل جمعی کے ساتھ خدا کی خدمت کرتے ہوئے سنیاس اختیار کرو گے“۔کچھ وقت کے بعد بابا کے الفاظ سچ ثابت ہوئے۔اس کی بیوی کا انتقال ہو گیا اور چوں کہ اسے کسی اور شے سے کوئی وابستگی نہ تھی اس نے آزاد ہو کر موت سے پہلے سنیاس اختیار کر لیا اور اس طرح اپنی زندگی کا مقصد حاصل کر لیا۔

رہے اور اس کے بعد انھوں نے اسے ترک کر دیا یا وہ اس کے اندر ایک ابدی وجود کی صورت میں مقیم تھے۔ پانچ عناصر سے بنا ہوا جسم ختم ہونے والا اور عارضی ہے لیکن اس کے اندر جو وجود یا ذات ہے وہ ابدی حقیقت ہے جو لافانی اور مستقل یا ہمیشہ رہنے والی ہے۔ یہ مقدس وجود، شعور یا برہم، حاکم ہے اور اس کائینات کی کوئی شے اس کے بغیر نہیں ہے۔ اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لیے انھوں نے جسم اختیار کیا اور وہ پورا ہونے کے بعد انھوں نے پھینک دیا اور محدود وجود کی جگہ لا محدود وجود اختیار کیا۔ سائی ہمیشہ کے لیے زندہ ہے جس طرح بھگوان دتاتریہ، گنگاپور کے شری نرسمہا سرسوتی زندہ ہیں۔ ان کا رحلت فرمانا محض خارجی پہلو ہے لیکن حقیقت میں وہ سب جاندار اور بے جان اشیاء میں موجود ہیں اور ان کے باطنی حاکم اور کنٹرولر ہیں۔ یہ درست ہے آج بھی اس کا تجربہ ان لوگوں کو حاصل ہو رہا ہے جو خود کو پوری طرح ان کے لیے وقف کر دیتے ہیں اور پوری دل جمعی سے ان کی پوجا کرتے ہیں۔

بابا کو اب یا بعد میں دیکھنا ہمارے لیے اگرچہ ممکن نہیں ہے پھر بھی اگر ہم شرڈی جائیں تو وہاں ہم بابا کی خوبصورت اور قدِ آدم تصویر مسجد میں لگی ہوئی دیکھیں گے۔ یہ تصویر بابا کے بھگت اور مشہور فن کار شامار اوَ جے کرنے بنائی ہے۔ خیال پرست اور پوری طرح بابا کے تئیں وقف بھگت کو یہ تصویر آج بھی اسی طرح تسکین پہنچا سکتی ہے جس طرح بابا کو دیکھنے سے انھیں ملتی تھی۔ اب بابا کا اگرچہ جسم نہیں ہے پھر بھی وہ وہاں اور ہر جگہ بستے ہیں اور اپنے بھگتوں کی بہتری کا اب بھی وہ اسی طرح خیال رکھتے ہیں جیسے زندگی کے دوران رکھتے تھے۔ بابا جیسے سنت یا صوفی کبھی نہیں مرتے۔ اگرچہ وہ انسانوں کی طرح نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں خود بھگوان ہوتے ہیں۔

انسانوں میں رونما ہوتے ہیں اور ان سے ملتے اور ان کے درمیان رہتے ہیں تو وہ انھیں کی طرح عمل کرتے ہیں یعنی بظاہر وہ دوسروں کی طرح ہنستے کھیلتے اور روتے دھوتے ہیں لیکن باطن میں وہ اپنے مقاصد کے تئیں پوری طرح بیدار ہوتے ہیں۔

72 گھنٹے کی سمادھی

اس سے بتیس سال پہلے یعنی 1886ء میں بابا نے ایک بار اس دنیا کی سرحد کو پار کرنے کی کوشش کی۔ پورے چاند کی ایک رات کو بابا پر استھما کا شدید حملہ ہوا۔ اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے بابا نے اپنی روح کو اوپر لے جاکر سمادھی اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ انھوں نے بھگت مہالاسپتی سے کہا:

"تین دن تک میرے جسم کی حفاظت کرو۔ اگر میں واپس آگیا تو ٹھیک ہے ورنہ میرے جسم کو سامنے کی کھلی (جگہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) دفن کردینا اور نشان کے طور پر میرے پر دو جھنڈے گاڑ دینا"۔ یہ کہنے کے بعد بابا تقریباً دس بجے رات نیچے گر پڑے۔ ان کی سانس اور نبض دونوں نے چلنا بند کردیا اور ایسا نظر آنے لگا جیسے ان کی روح پرواز کر گئی ہو۔ سبھی لوگ معہ گاؤں میں رہنے والوں کے وہاں جمع ہو گئے اور انھوں نے موت کی تفتیش کرا کے بابا کی میت کو بابا کی بتائی ہوئی جگہ پر دفن کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ لیکن مہالاسپتی نے ایسا کرنے نہیں دیا۔ بابا کے جسم کو گود میں لے کر وہ پورے تین دن اس کی حفاظت کرتا رہا۔ تین دن گزرنے کے بعد 3 بجے صبح بابا میں زندگی کے آثار پھر نمودار ہونے لگے۔ سانس شروع ہو گیا اور پیٹ ہلنے لگا۔ ان کی آنکھیں کھل گئیں اور جماہی لیتے ہوئے اپنے اعضاء کو پھیلا کر وہ پھر پوری طرح بیدار ہوگئے۔ یہ اور اس طرح کے دوسرے بیانات سے آیئے ہم قارئین کو یہ طے کرنے دیں کہ آیا بابا جو ساڑھے تین ہاتھ کے برابر جسم رکھتے تھے جس میں وہ کچھ وقت تک بستے

سی نے جو بابا کے بڑے بھگت تھے ادا کیں۔

یہاں اس بات کو نوٹ کیا جائے کہ بابا کا جسد خاکی بقول پروفیسر نر کے 36 گھنٹے تک باہر رہنے کے باوجود اکڑن کا شکار نہیں ہوا۔ اس میں ویسی ہی لچک باقی تھی جو زندہ ہوتے ہوئے جسم میں ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کی کفنی کو بغیر پھاڑے آسانی سے اتارا جا سکا)۔

اینٹ کا ٹوٹ جانا

بابا کی رحلت سے چند دن پہلے بدشگونی کی ایک نشانی ظاہر ہوئی، جو کسی واقعے کے ہونے کے بارے میں پیشن گوئی کر رہی تھی۔ مسجد میں ایک پرانی اینٹ تھی جس پر ہاتھ رکھ کر بابا وہاں بیٹھتے تھے۔ رات کے وقت وہ اس پر جھک کر آسن کرتے۔ ایسا کئی برس تک ہوتا رہا۔ ایک دن بابا کی غیر موجودگی میں ایک لڑکے نے وہاں کی صفائی کرتے ہوئے اسے اپنے ہاتھوں سے اٹھایا لیکن وہ پھسل کر زمین پر آ رہی اور دو ٹکڑے ہو گئی۔ جب بابا کو اس کے بارے میں معلوم ہوا تو انھوں نے اس کے نقصان پر افسوس کرتے ہوئے یوں کہا:

"یہ صرف اینٹ نہیں ہے بلکہ میری تقدیر ہے جو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ہے۔ یہ میری زندگی بھر کی ہمدم تھی۔ اس سے میں ہمیشہ وجود کے بارے میں غور و خوض کرتا رہا۔ یہ مجھے اپنی زندگی کی طرح عزیز تھی۔ آج اس نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے"۔ یہاں کوئی یہ سوال اٹھا سکتا ہے "بابا اس طرح اپنے غم کا اظہار کیوں کریں، خصوصاً اینٹ جیسی بے جان چیز کے لیے"

اس کے جواب میں ہیماڈ پنت کہتا ہے کہ سنت یا ولی اس دنیا میں غریب اور بے یار و مددگار لوگوں کو بچانے کے مقصد سے اوتار لیتے ہیں۔ جب وہ جسم کی صورت میں

باباکی روح کا عکس سمادھی مندر کے آس پاس

سمادھی مندر کی بنیاد بابا نے شریمان باپو صاحب پھاٹے کی نگرانی میں خود رکھی تھی۔ شریمان پھاٹے نے دراصل اس میں مرلی دھر کی مورتی رکھنے کے لیے اسے تعمیر کیا تھا۔ لیکن جب بابا نے خود ہی مرلی دھر کا روپ دکھایا تو پھر یہ فیصلہ کیا گیا کہ اسے بابا کا سمادھی مندر بنا دیا جائے اس مندر کی مرمت بعد میں سکندر حیات کاری گر نے انجام دی۔

ہوئے کہنے لگے: "جلدی اٹھ جاؤ باپو صاحب کا خیال ہے کہ میں مر گیا ہوں اس لیے وہ نہیں آئے گا، تم پوجا اور صبح کی آرتی کی رسومات ادا کرو۔" لکشمن ماما گاؤں کا جوتشی تھا اور شاما کا ماما بھی۔ وہ صبح اٹھ کر پہلے سائی بابا کی پوجا کرتا پھر گاؤں کے دوسرے دیوی دیوتاؤں کی۔ اسے بابا میں پورا یقین تھا۔ چناں چہ خواب کے بعد وہ پوجا کا سارا ساز و سامان لے کر آیا اور مولویوں کے احتجاجات کی پرواہ کیے بغیر پوجا آرتی دونوں کی رسمیں پورے لوازم کے ساتھ ادا کرنے کے بعد چلا گیا۔ دوپہر کے وقت باپو صاحب جوگ آیا اور اس نے دوپہر کی آرتی کی رسم معمول کے مطابق ادا کی۔ بابا کے الفاظ کا پورا پورا احترام کرتے ہوئے ان کے جسد خاکی کو واڈا میں رکھنے کے لیے وہاں کی درمیانی جگہ کو کھودنا شروع کیا گیا۔ منگلوار کی شام کو راہتا سے سب انسپکٹر اور دوسری جگہوں سے دوسرے لوگ آئے اور ان سب نے متعلقہ تجویز کو منظور کر لیا۔ دوسرے دن بمبئی سے امیر بھائی اور کوپر گاؤں سے معاملت دار پہنچے۔ لوگ اپنی رائے کے اعتبار سے منقسم لگتے تھے۔ کچھ لوگ بابا کے جسد خاکی کو کسی بھی جگہ پر دفن کرنے کے حق میں تھے۔ چناں چہ معاملت دار نے سب کی رائے لی اور دیکھا کہ واڈا کی تجویز کو دوگنے ووٹ ملے۔ تاہم وہ اس معاملے کو کلکٹر کو بھیجنے کے حق میں تھا اس لیے کاکا دیکشت احمد نگر جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ اسی دوران بابا صاحب کی تحریک کی وجہ سے مخالف رائے رکھنے والوں میں تبدیلی رونما ہوئی اور سبھی نے ایک ہی تجویز کو متفقہ طور پر منظور کر لیا۔ بدھوار کی شام کو بابا کی میت کو ایک جلوس کی شکل میں واڈا لا کر وہاں کی مرکزی جگہ پر جو مرلی دھر کے لیے مخصوص تھی ساری رسومات کے ساتھ سپردِ خاک کر دیا گیا۔ حقیقت میں بابا نے اس طرح خود مرلی دھر کی جگہ لے لی اور واڈا ایک مندر یا مقدس زیارت گاہ بن گیا جہاں اس دن سے لے کر آج تک لوگ من کی شانتی حاصل کرنے کے لیے آتے ہیں۔ بابا کی تجہیز و تکفین کی ساری رسومات بھی بابا صاحب پھاٹے اور اپا

بین کرنے لگے۔ کچھ چیخ چیخ کر رونے لگے گلیوں میں لوٹنے لگے اور کچھ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ سب کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور ہر ایک غم واندوہ کا نشانہ بنا ہوا تھا۔

کچھ لوگوں کو سائی بابا کے الفاظ یاد آنے لگے۔ کسی نے کہا کہ بابا نے اپنے بھگتوں کو بتادیا تھا کہ کچھ وقت کے بعد وہ آٹھ سال کے بچے کی شکل میں پھر نمودار ہوں گے۔ یہ ایک ولی کے الفاظ ہیں اس لیے ان کے بارے میں کسی کو شک وہ شبہ نہ ہونا چاہیے کیوں کہ کرشن اوتار کے سلسلے میں بھگوان وشنو یہ کام ایک بار کر چکے ہیں۔ بھگوان کرشن دیو کی کے سامنے جیل میں ایک آٹھ سالا بچے کے روپ میں ہی رونما ہوئے تھے جس کا رنگ گورا اور چمکیلا تھا اور جس کے چاروں ہاتھوں میں ہتھیار تھے۔ اس اوتار کے دوران بھگوان کرشن نے زمین پر پاپ کے بوجھ کو کم کیا۔ یہ (سائی بابا کا) اوتار بھی انھوں نے اپنے بھگتوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے لیا۔ چناں چہ شک کرنے کی کہاں کوئی وجہ باقی ہے۔ اولیا کے اعمال کی تہہ تک پہنچنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ سائی بابا کا اپنے بھگتوں سے یہ تعلق صرف ایک نسل کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ پچھلی نسلوں سے چلا آرہا ہے۔ محبت کے ان رشتوں کی وجہ سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے سائی بابا سیر کرنے کے لیے گئے ہوں اور ان کے بھگتون کو پورا یقین ہو گیا کہ وہ لوٹیں گے۔

پھر یہ سوال پیدا ہوا کہ بابا کے جسم کو کیا کیا جائے؟ کچھ مسلمانوں کا خیال یہ تھا کہ میت کو دفن کیا جائے اور اس پر مقبرہ تعمیر کیا جائے۔ خوشحال چند اور امیر شکر کا بھی یہی خیال تھا۔ لیکن چندر پاٹل جو گاؤں کا آفیسر تھا اس نے گاؤں والوں سے پر اعتماد انداز میں کہا۔

"آپ کا خیال ہمیں منظور نہیں ہے۔ بابا کی میت کو سوائے واڈا کے اور کہیں نہ رکھا جائے" اس نکتے پر لوگ بٹے ہوئے تھے اور 36 گھنٹے تک اس سلسلے میں بحث مباحثہ ہوتا رہا۔

بدھوار کی صبح کو بابا لکشمن ماما جوشی کے خواب میں آکر اسے اپنے ہاتھ سے کھینچتے

ایک بار رام وجے کتاب پڑھ کر سنانے کو کہا۔ بابا نے اسے دن رات اسے سنانے کا حکم دیا۔اس نے دوسری بار اسے تین دن میں ختم کردیا۔اس طرح گیارہ دن گزر گئے۔ایک بار پھر اس نے اسے تین دن تک پڑھا جس سے وہ تھک گیا۔چناں چہ بابا نے اسے جانے کی اجازت دے دی اور خود پر خاموشی طاری کردی۔چنانچہ اپنے احکامات کی خود پیروی کرتے ہوئے آخری لمحے کا انتظار کرتے رہے۔

دو تین دن پہلے سے بابا نے صبح باہر جاکر بھیک مانگنا ترک کر دیا تھا۔وہ مسجد میں ہی بیٹھے رہتے۔وہ آخر وقت تک اپنے ہوش و حواس میں رہے اور بھگتوں کو دل چھوٹا نہ کرنے کی تلقین کرتے رہے۔انھوں نے اپنے انتقال کے وقت کا کسی کو بھی پتا نہ چلنے دیا۔کاکا صاحب دیکشت اور شریمان بوٹی روزانہ بابا کے ساتھ مسجد میں کھانا کھاتے رہے۔15/اکتوبر کے دن آرتی کے بعد بابا نے انھیں اپنے گھر جاکر کھانا کھانے کے لیے کہا پھر بھی لکشمی بائی شنڈے، بھاگوجی شنڈے بیاجی، لکشمن بالا شمپی اور نانا صاحب نمونکر وہاں موجود رہے۔شاما سیڑھیوں پر بیٹھا ہوا تھا۔لکشمی بائی شنڈے کو 9روپے دینے کے بعد بابا نے اسے کہا کہ ”مسجد میں آرام نہیں مل رہا ہے“ اس لیے وہ انھیں بوٹی کے واڑا میں لے جائے وہاں ان کی حالت بہتر ہو جائے گی۔یہ آخری الفاظ کہتے ہوئے وہ بیاجی کی طرف جھکے اور انتقال کر گئے۔بھاگوجی نے دیکھا کہ ان کے سانس کی رفتار رُک گئی تھی۔اس نے فوراً یہ بات نانا صاحب نمونکر کو بتائی جو نیچے بیٹھا ہوا تھا۔نانا صاحب نے کچھ پانی لے کر بابا کے منہ میں ڈالا لیکن وہ باہر نکل آیا۔تب وہ زور سے چیخا ”او دیوا“ ایسا لگا جیسے آنکھیں کھول کر بابا نے دھیمی آواز میں صرف ”آہ“ کہا ہو لیکن جلد ہی یہ واضح ہو گیا کہ بابا نے اپنے جسم کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا ہے۔

بابا کے انتقال کی خبر آگ کی طرح شرڈی گاؤں اور ارد گرد کے علاقوں میں پھیل گئی اور عورتیں، مرد اور بچے مسجد کی طرف دوڑ پڑے۔وہاں طرح طرح سے بابا کی رحلت پر

چھتیسواں باب

بابا کی ارتھی کی تیاری ان کی شفاعت اور آخری راہ و رسم

[(1)سمادھی مندر کی تیاری(2) اینٹ کا ٹوٹنا(3) بابا کی رحلت (جاری) (4)72 گھنٹے کی سمادھی(5) جوگ کا سنیاس (6)بابا کے لفظوں کا امرت۔]

اس باب میں بابا کے انتقال فرمانے کی کہانی جاری رکھی جارہی ہے۔

پیشتر تیاری

ہندوؤں کے ہاں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی انسان قریب المرگ ہوتا ہے تو کوئی مذہبی کتاب اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے تاکہ اس کے من کو دنیا کی اشیا سے ہٹا کر روحانی باتوں کی طرف لگا دیا جائے تاکہ اس کا انجام بخیر ہو اور مستقبل کی کارکردگی فطری اور آسان ہو۔ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ جب راجا پریکشت کو برہمرشی کے بیٹے نے بددعا دی اور ایک ہفتے میں ہی اس کا وقت انتقال قریب تھا تو عظیم ولی شک دیو نے ایک ہفتے تک اس کو بھاگوت پران اور دوسری مقدس کتابیں پڑھ کر سنائیں گئیں۔ بابا کو بھگوان کا اوتار ہونے کی وجہ سے ان میں سے کسی کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن دوسروں کے لیے مثال قائم کرنے کو وہ اس پر عمل کرتے رہے۔ جب انھیں معلوم ہوا کہ وہ اس جہاں سے جانے والے ہیں، تو انھوں نے اپنے ایک بھگت مسٹر وجھے کو ہفتے میں